پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

بچوں کا اسلام

1042

اتوار 7 محرم 1443ھ
مطابق 8 اگست 2022ء

ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے



میں کیسے زندہ رہوں؟

القرآن

گمراہ کے وعیدِ جہنم

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں، وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں، سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن و امان کے ساتھ آئے، جو جی چاہے کرلو! وہ تمھارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے۔
{سورہ حٰم سجدہ۔آیت 40}

الحدیث

تین گمراہ شخص

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے ناپسندیدہ اور برے تین گمراہ شخص ہیں۔ حرم شریف میں بے دینی اور گمراہی پھیلانے والا۔ اسلام میں جاہلی رسومات و بدعات کو فروغ دینے والا اور کسی ناحق کا خون بہانے اور اس کا مطالبہ کرنے والا۔ {بخاری}

مُختصر پُر اثر

ہاتھ صاف رہیں:

۱۹۴۹ء میں بہیج تقی الدین نامی شخص کو لبنان کا وزیر زراعت مقرر کیا گیا۔ ان کے بھائی سعید تقی الدین کو جو کہ ایک نامور لکھاری اور صحافی تھے، اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بھائی کو خط لکھا: ''میرے بھائی! مجھے پتہ چلا ہے کہ تم وزیر بن گئے ہو۔ تمھیں بہت مبارک ہو، یہ ہمارے خاندان اور علاقے دونوں کے لیے بڑی عزت کی بات ہے، لیکن میں تمھیں ایک بات یاد دلانا چاہوں گا کہ جب ہم لوگ چھوٹے تھے تو اپنے والد مرحوم کے ساتھ بستر میں سونے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے، اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے والد اس موقع پر ہمارے ہاتھ سونگھا کرتے تھے تاکہ انھیں یقین ہوجائے کہ ہمارے ہاتھ صاف ستھرے ہیں اور ہم نے کھانا کھانے کے بعد اپنے ہاتھ دھو لیے ہیں۔ اس کے بعد ہی وہ ہمیں اپنے ساتھ سونے کی اجازت دیتے تھے۔ آج ہمارے والد تو مٹی تلے سو رہے ہیں، اور یقینا کچھ دنوں بعد ہمیں بھی ان کے ساتھ سونا ہے۔ تو بھائی! اس بات کا بہت خیال رکھنا کہ تمھارے ہاتھ ''صاف'' رہیں، تاکہ تم وہاں بھی والد صاحب کے ساتھ سکون سے سو سکو۔

پاکستان میں مدفون صحابی:

حضرت سنان بن سلمہ بن محبق الہذلی رضی اللہ عنہ کا نام خود سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔ عجیب اتفاق ہے کہ آپ مکے میں پیدا ہوئے، بچپن مدینے میں گزارا، پلے بڑھے بصرہ میں، اور دفن پاکستان میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ تر وقت پاکستان میں جہادی کارروائیوں میں گزرا، حتیٰ کہ یہیں شہید ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ضلع خضدار میں خضدار ائیرپورٹ سے دو کلومیٹر ''خراوا'' کے مقام پر واقع ہے۔

(مطیع الرحمن متین۔ لاہور)

استغفار کی توفیق بڑی نعمت ہے:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرا نہیں خیال کہ اللہ پاک کسی ایسے بندے کو عذاب دیں گے جو استغفار کرتا ہو۔ پوچھنے والے نے پوچھا: ''وہ کیوں؟'' فرمایا: ''یہ بتاؤ کہ استغفار کرنے کا خیال اس کے دل میں کس نے ڈالا؟'' جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' فرمایا: ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک اس کے دل میں استغفار کا بھی خیال ڈالیں اور اسے گزند پہنچانے کا بھی ارادہ ہو؟''

پھر آپ نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ پڑھی جس کا مفہوم ہے:

''اور اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں دیں گے درا حالیکہ یہ استغفار کرتے ہوں!''

(مولانا صہیب نسیم۔ کراچی)

عجیب مقابلہ:

حکمرانوں کو عجیب عجیب خواہشات سوجھتی ہیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے تفریحاً اپنے ایک درباری بدیح سے کہا: ''آؤ ہم تمناؤں میں مقابلہ کریں۔ یعنی ہم میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر تمنا کرے، جس کی تمنا بڑھی ہوئی ہوگی وہ جیت جائے گا۔''

بدیح نے کہا: ''جناب محترم! آپ ہار جائیں گے۔''

خلیفہ نے کہا: ''نہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تم جو تمنا کرو گے میں اُس سے بڑھ کر تمنا کروں گا۔''

بدیح نے دوبارہ کہا: ''محترم خلیفہ! میں نے آپ سے عرض کیا ہے نا کہ آپ مجھ سے نہیں جیت سکیں گے۔''

لیکن خلیفہ مصر رہا اور کہا کہ تم تمنا تو کرو۔ بدیح نے جب خلیفہ کا اصرار دیکھا تو کہا چلیے ٹھیک ہے، مقابلہ کرتے ہیں۔ اب مقابلہ شروع ہو۔ خلیفہ نے پہلے بدیح کو کہا کہ تمنا کا اظہار کرے۔ اس نے کہا: ''میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ستر قسم کا عذاب دے اور مجھ پر لاکھوں کروڑوں لعنتیں ہوں۔''

خلیفہ نے جب یہ سنا تو بدحواس ہو کر کہا: ''ارے کمبخت! تُو ہی غالب رہا۔''

[کتاب الاذکیاء للامام جوزیؒ]

(ملاحظہ: مذاق میں بھی ایسا کہنا نہایت سنگین اور خطرناک بات ہے۔ اس واقعے کا شائع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مذاق مذاق میں اور صرف دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے بے ہودہ گوئی اور ہفوات سے بچنا چاہیے)

(محمد شعیب۔ کہروڑ پکا)

☆☆☆

ماہِ محرم الحرام

دستک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

نیا ہجری سال شروع ہوگیا ہے اور یوں ہجرتِ مدینہ کو پورے ۱۴۴۴ سال ہوگئے ہیں۔

پچھلے دنوں ایک قاری نے خط لکھ کر پوچھا کہ محرام الحرام کو حرام کیوں کہتے ہیں؟ اس کے دوست نے بتایا تھا کہ یہ اس لیے کہتے ہیں کہ محرم میں کوئی بھی خوشی کرنا یا منانا حرام ہے!

ہمیں پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ تو میرے بھائیو اور دوستو! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ دشمنانِ اسلام کی اڑائی ہوئی باتیں ہیں۔ کتنے ہی صحابہ کرام اور اولیاے کرام کی شادیاں محرم میں ہوئی ہیں۔

محرم الحرام کی وجہِ تسمیہ تو دراصل اُس کی عظمت کی وجہ سے ہے۔

بلاشبہ ہمارے ہاں اردو میں جب عموی طور پر لفظ ''حرام'' بولا جاتا ہے تو ذہن میں فوراً کسی ناپاک، نجس اور پلید چیز کا تصور آجاتا ہے۔

لیکن عربی میں حرام کے ایک اور معنی بھی ہیں جو اِس عام تصور کے بالکل برعکس ہیں اور وہ ہے حرمت والا، محترم، بزرگ، قابلِ تعظیم!

حرام اور محترم یہ دونوں الفاظ، حرم اور حرمت سے ہیں، جو لائقِ تعظیم وتکریم اور معزز جگہوں اور شخصیات کے لیے کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مسجد الحرام کے معنی ہیں: وہ مسجد جو قابلِ احترام اور عظمت والی ہے۔ حرم اور حرمین بھی اسی معنی میں ہے۔ یونہی محرم کے مہینے کو محرم بھی اس کی تعظیم اور قابلِ احترام مہینے کی وجہ سے کہتے ہیں۔

دراصل محرم الحرام اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے، جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے۔ وہ چار مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب۔ ان مہینوں کو حرمت والا اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام سے جو فتنہ وفساد، قتل وغارت اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، بالخصوص منع فرمایا گیا ہے۔

اِن چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلم رہی ہے، حتیٰ کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی اِن چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا اور مشرک لڑائی بند کردیا کرتے تھے۔

ماہِ محرم الحرام میں جو واقعات پیش آئے ہیں، ان میں اسلامی تاریخ کے دو واقعے نہایت ہی اہم ہیں۔ ایک تو یکم محرم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ آپ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سسر بھی تھے۔ آپ کی معزز بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ آپ دس سال چار ماہ مسلمانوں کے امیر رہے اور پھر ۳۰ ذوالحجہ کو ابولولو فیروز مجوسی ملعون نے آپ کو زہر آلود دو دھاری خنجر سے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے زخمی کیا اور اسی کے نتیجے میں آپ کی شہادت یکم محرم الحرام کو واقع ہوئی۔

دوسرا واقعہ دس محرم الحرام کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دردناک واقعہ ہے، جو اتنا مشہور ہے کہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

ویسے تو خیبر کی مشہور لڑائی جس میں مسلمانوں نے یہودیوں کو شکست دی، وہ بھی یکم محرم الحرام ہی کو ہوئی تھی اور چار محرم کو خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت بھی ہوئی تھی۔

یومِ عاشورہ یعنی دس محرم یہود کے ہاں بھی عظمت والا دن تھا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا تھا۔ حضرت جی نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھا تھا اس لیے یہود بھی (ان کی پیروی میں) اس دن روزہ رکھتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ''اللہ کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور امت کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ ایک بار بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس دن کو تو یہود ونصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (یعنی یہ گویا ان کا قومی و مذہبی شعار ہے تو کیا اس میں کوئی ایسی تبدیلی ہوسکتی ہے جس میں ان سے مشابہت نہ ہو؟)!

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مفہوم) ''ان شاء اللہ تعالیٰ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''لیکن اگلے سال کا ماہِ محرم سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پر ملال ہوگیا۔ (صحیح مسلم)

تو قارئین! آپ سب اب ارادہ کرلیں کہ کل اور پرسوں کا روزہ ضرور رکھنا ہے۔ کسی وجہ سے اگر کل نہ رکھ سکیں تو دس اور گیارہ محرم کا روزہ رکھ لیجیے گا اور ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ ہمارے ابوجان کی طبیعت بہت خراب ہے اور تیمار دار بس یہ عاجز اور اہل خانہ ہیں۔ دعا کیجیے گا کہ اللہ رب العزت نہایت آسانی عافیت کے ساتھ اس خدمت کی سعادت کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

والسلام محمد فیصل شہزاد

خط و کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد کراچی
bkislam4u@gmail.com
021 366 099 83

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 1200 روپے بیرونِ ملک ایک میگزین 18000 روپے دو میگزین 20000 روپے

حضرت ابوالعیناء کے قصے

حماد احمد قاسمی

حضرت ابوالعیناء رحمہ اللہ تعالیٰ نابینا تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا نام محمد تھا۔ وطن ملک یمن تھا۔ اہواز میں سنہ ۱۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بصرہ میں پرورش پائی اور وہیں علم حدیث اور فن ادب کی تحصیل کی۔ آپ کے اساتذہ امام اصمعیؒ و ابوعبیدہؒ جیسے کامل فن تھے۔ نہایت فصیح و بلیغ اور لطائف وظرائف حاضر جوابی و ذہانت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ۲۸۳ھ میں آپ نے بغداد میں وفات پائی۔ آپ کی حاضر جوابی و ذہانت کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ اُن میں سے دو واقعات پیشِ خدمت ہیں:

پہلا واقعہ:

ایک مرتبہ آپ خلیفہ متوکل کے نئے تعمیر کردہ محل قصر جعفری میں گئے۔

متوکل نے پوچھا: ''ابوالعیناء! قصر جعفری کیسا ہے؟''

ابوالعیناء نے برجستہ کہا: ''لوگوں نے دنیا میں گھر (اور محلات) بنائے ہیں اور آپ نے محل میں دنیا بسادی ہے۔''

متوکل اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور مسرور ہوکر پوچھنے لگا:

''شراب کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے؟''

کہنے لگے کہ تھوڑی پر صبر نہیں، کثرت میں رسوائی ہے (یعنی تھوڑا سا پیو گے تو دل نہیں بھرے گا بلکہ اور زیادہ پینے کو مچلے گا، لیکن بالآخر رسوائی و شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا لہٰذا نہ پینے ہی میں عافیت ہے اور شریعت میں بھی حرام ہے)۔

متوکل نے کہا کہ آج سے خلافت کے ندیموں (وہ لوگ جو بادشاہ کے ساتھ دربار میں بیٹھتے ہیں) میں شامل ہوجاؤ۔

آپ کہنے لگے: ''میں اندھا ہوں، جو لوگ دربارِ شاہی میں حاضری سے مشرف ہوتے ہیں وہ امیر المؤمنین کی خدمت گزاری کرتے ہیں، اگر میں ندیم بن گیا تو الٹی گنگا بہ پڑے گی کیونکہ میں خود محتاجِ خدمت ہوں اور امیر المومنین کی حالت کبھی خوشی کی ہوتی ہے اور کسی وقت ملال کی۔ میں نابینا ہونے کی وجہ سے ان حالات اور کیفیات میں فرق نہ کر پاؤں گا اور کسی روز مرا پڑا ہوں گا۔ پس اس مصیبت سے گوشۂ عافیت اچھا ہے۔''

متوکل اس جواب سے ناخوش ہوا اور کہنے لگا:

ہم نے سنا ہے تم مذمت بہت کرتے ہو۔

ابوالعینا کہنے لگے: ''خدا نے بھی مدح و ذم دونوں فرمائی ہیں''

ایک جگہ ارشاد ہے: **نعم العبد انہ اواب** (یعنی وہ بہترین بندے تھے، بے شک وہ (اپنے اللہ سے) لو لگائے ہوئے تھے)، اور

دوسری جگہ ارشاد ہے: **هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ٥ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ۔**

مفہوم: (جو کہ پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا، چغل خوری کرنے والا، بھلائی کے کام سے روکنے والا، حد سے گزر جانے والا گناہ گار ہے۔ [سورن والقلم] الخ

دوسرا واقعہ:

دوسرا واقعہ ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا

اچھی خبریں 5

نظر سے گزرنے والی اکثر چوری، ڈکیتی اور قتل و غارت کی خبریں لاکھوں کروڑوں لوگوں میں سے صرف چند ایک کی ہوتی ہیں۔ اِس سے معاشرے کی اصل عمومیت سامنے نہیں آپاتی۔ سالہا سال ہم ہر وقت برائیوں کی خبریں سنتے رہتے ہیں تو ذہن میں عام آدمی کے بارے میں ایک برا تصور جم جاتا ہے۔ ہر شخص دوسرے آدمی پر شک اور بدگمانی کرتا ہے، جس سے خراب معاشرے کی مضبوط بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اصل حالات جاننے کے لیے بچوں کا اسلام کے ملک بھر میں پھیلے رپورٹر کی اچھی خبریں پڑھیے:

☆...... ایک صاحب حیثیت اور صاحب ثروت شخص نے بتایا کہ منڈی میں جانور خریدنے پہنچے اور کئی جانور پسند کیے اور خرید لیے۔ ذہن میں آیا کیوں نہ محسنِ انسانیت رحمۃ اللعالمین ﷺ کی طرف سے قربانی کے لیے ایک جانور خرید لوں۔ ایک خوبصورت فربہ جانور نظر آیا۔ اس کے مالک سے قیمت طے کرنا شروع کیا، نادانستہ زبان سے نکل گیا کہ اس جانور کی خریداری کا مقصد عالی المرتبت، خاتم الرسل ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا ہے۔ یہ سننا تھا کہ فوراً کہا، اسے پکڑیں اور لے جائیں۔ میں اس کے پیسے نہیں لے سکتا۔ ابھی میں حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے ہاتھ میں اس کی رسی تھما کر منڈی کی بھیڑ میں گم ہوکر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ (طاہر ریاض)

☆...... کچھ مہینے قبل میرے بہنوئی کو نزسری، کراچی کے علاقے میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ باقاعدہ موٹر سائیکل رکوا کر سکون سے تلاشی لی اور نقدی و موبائل فون سمیت سب کچھ لے لیا۔ آخر میں جب قمیص کی سامنے والی جیب سے سامان نکالا تو اس میں وہ کتابچہ 'معمولات یومیہ' موجود تھا جس میں روزمرہ کی مسنون دعائیں ہیں جو قرآن اور احادیث سے ماخوذ ہیں۔ بہنوئی کا معمول ہے کہ روز صبح و شام اِن دعاؤں کو بغرض حفاظت پڑھتے ہیں۔ ایک ڈاکو نے وہ کتابچہ دیکھا، اس کو چوما اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ ان کو سارا سامان واپس کردو۔ سب نے ان کا سامان جو کہ موبائل اور تقریباً بیس ہزار نقدی پر مشتمل تھا، واپس کیا اور چلتے بنے۔ کراچی جیسے شہر میں یہ واقعہ کسی کرامت سے واقعی کم نہیں ہے۔ (قاضی حارث)

وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ اختصار کے ساتھ لکھ دیا جائے۔

”جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں حکمت اور علم سے نوازا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں دوپہر کے وقت داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی جو کہ اس کا وزیر بھی تھا) ایک بنی اسرائیلی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے آدمی) کے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔ حضرت کو دیکھتے ہی بنی اسرائیلی نے اپنی مدد کے لیے آپ کو بلایا۔ آپ نے اسے قبطی کے ظلم سے بچانے کے لیے قبطی کو ایک مکا مارا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت کا اسے جان سے مار ڈالنے کا ارادہ نہ تھا سو حضرت موسیٰ علیہ السلام شرمندہ بھی ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگی تو اللہ تعالیٰ معافی اور اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیا۔

اس واقعے کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ۔

مفہوم: یعنی موسیٰ (علیہ السلام) نے اسے ایک مکا مارا جس سے وہ مر گیا۔

پھر اگلے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرتے ڈرتے حالات کا جائزہ لینے لگے تو دیکھا وہی شخص ایک دوسرے قبطی کے ساتھ الجھا ہوا ہے اور آپ کو مدد کے لیے پکار رہا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس میں تیرا بھی قصور لگتا ہے کہ ہر وقت کسی نہ کسی سے الجھا رہتا ہے، پھر آپ آگے بڑھے تا کہ اسے اس قبطی سے چھڑائیں لیکن یہ سمجھا کہ آپ علیہ السلام مجھے بھی مکا ماریں گے تو یہ بنی اسرائیلی بے ساختہ کہہ اٹھا (جس کا تذکرہ قرآن میں اس طرح آیا ہے):

أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ۔

(مفہوم) کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کریں جس طرح کل آپ نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔

اس واقعے سے پہلے مشہور ہو گیا تھا کہ ایک قبطی کو کسی نے قتل کر دیا ہے لیکن قتل کرنے والا کون ہے اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا اور قتل کرنے والے کی تلاش جاری تھی لیکن جیسے ہی بنی اسرائیلی کے منہ سے یہ جملہ اس قبطی نے سنا، اسے معلوم ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قتل کیا ہے اور یہ خبر اس نے جا کر فرعون کو دے دی۔

فرعون آپ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔ آپ علیہ السلام کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے مدین کی طرف روانہ ہو گئے، پھر مدین جانے کے بعد کیا کیا ہوا؟ اس کا بھی قرآن میں مکمل تذکرہ ہے، لیکن جتنا واقعہ میں لکھنا چاہتا تھا اتنا لکھ چکا۔ خیر اب ابوالعیناء رحمۃ اللہ علیہ کی ظرافت کا دوسرا قصہ پڑھیے:

245ھ میں یہ واقعہ ہوا کہ دربارِ خلافت نے ابن سلمہ نامی ایک شخص کو موسیٰ اصفہانی کے سپرد کیا تا کہ وہ اس سے خزانہ شاہی کا مطالبہ وصول کرے، لیکن موسیٰ اصفہانی نے اس کے ساتھ ایسی سختی برتی کہ بے چارا جان سے چلا گیا۔ اس کی خبر خلیفہ کو پہنچی۔ اسی روز ابوالعیناءؒ کسی امیر کے پاس بیٹھے تھے کہ امیر نے ان سے پوچھا کہ ابوالعیناء ابن سلمہ (مقتول) کی کیا خبر ہے؟ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی: فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ۔

مفہوم: ”یعنی موسیٰ (علیہ السلام) نے اسے ایسا مارا کہ اُس کا کام تمام کر دیا۔“

یہ لطیفہ شہرت کے زور میں خود موسیٰ اصفہانی کے کانوں تک جا پہنچا۔ دوسرے روز موسیٰ اصفہانی اور ابوالعیناء سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ موسیٰ نے ڈانٹا تو انھوں نے بے ساختہ یہ آیت پڑھ دی: أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ۔

مفہوم: ”یعنی تو یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی اسی طرح مار ڈالے جس طرح کل تو ایک شخص کو قتل کر چکا ہے۔“

(تو قارئین! کیسے لگے آپ کو جناب ابوالعیناء کے قصے؟)

[انتخاب: نابینا علمائے کرام۔ مولفہ علامہ امیر حبیب الرحمن شیروانی رحمہ اللہ]

☆☆☆

مرغوبِ سرکار ﷺ گوشت

اثر جونپوری

مرغوبِ سرکار ﷺ ہے گوشت
کھانوں کا سردار ہے گوشت

متروکِ ہندو ہے مگر
مقبولِ دربار ہے گوشت

جسم کو قوت بخشتا ہے
جسم کا پہرے دار ہے گوشت

گھر گھر میں موجود ہے اب
مفقودِ بازار ہے گوشت

تجھ کو مجھ سے ربط ہے خاص
مجھ کو تجھ سے پیار ہے گوشت

اِسٹو ہو یا شامی کباب
ہر صورت دلدار ہے گوشت

پائے، کلیجی، دل، گردہ
تیر جگر کے پار ہے گوشت

سب کی گلی میں ہے گائے
سب کے گلے کا ہار ہے گوشت

گوشت کو ترک کروں کیونکر
آخر میرا یار ہے گوشت

گوشت سے جو پرہیز کرے
خود اس سے بیزار ہے گوشت

گوشت کی تحسیں کے بدلے
کھا لیجے تیار ہے گوشت

میرِ حجاز

19

ڈاکٹر اختر حسین عزمی

''تمھاری اس پیشکش پر میں تمھارا تہہ دل سے شکر گزار ہوں لیکن میں ایک مساویانہ صورت تجویز کرتا ہوں، جس میں نہ تم پر کوئی بوجھ پڑے، نہ میری ذمے داریوں میں کچھ کمی آئے۔ صورت یہ ہے کہ جس طرح تم اپنے اہل وعیال کی پشت پناہی کرتے ہو، اسی طرح میرے بھی حامی ومددگار بنو گے اور اُس کے عوض میں بھی اُس سے لڑوں گا جو تم سے لڑے گا، اور اس سے صلح کروں گا جو تم سے صلح کرے گا۔ تمھارے دشمنوں کا دشمن اور دوستوں کا دوست بنوں گا، جہاں تک ممکن ہوگا، میں تمھارے اور تمھارے خاندان کے لیے سِپَر بنوں گا۔

''پھر تو یہ حلف ہوگا؟'' ابوحذیفہ نے ساری بات سن کر کہا۔

''ہاں بالکل! اگر تمھاری مرضی ہو تو۔''

''مجھے کوئی اعتراض نہیں، کل ہم بیت اللہ میں جا کر حلیفانہ معاہدہ کر لیں گے۔'' ابوحذیفہ نے کہا۔

''صحنِ حرم کوئی زیادہ دور تو نہیں۔ جو کام آج ہو سکتا ہے، اسے کل پر کیوں چھوڑا جائے۔'' یاسر نے کہا۔

''تو پھر آؤ، ابھی چلتے ہیں۔''

یہ کہہ کر ابوحذیفہ نے یاسر کا ہاتھ تھام لیا اور حرم کی طرف چل پڑا۔

صحنِ حرم میں پہنچے تو ابوحذیفہ اسے پکڑے خانہ کعبہ کی طرف جانے لگا۔

یاسر نے پوچھا: ''اب کہاں چلے جا رہے ہو؟''

''دیوتاؤں کو گواہ بنانے۔''

''پہلے یہاں لوگوں کو تو گواہ بنالو، کہیں یہ چلے نہ جائیں، دیوتا تو اپنی جگہ نصب ہیں، وہ تو وہاں سے کہیں جانے والے نہیں۔'' یاسر نے ہنستے ہوئے کہا۔

دیوتاؤں کا اس طرح ذکر سن کر ابوحذیفہ کے ماتھے پر شکن نمودار ہوئی اور وہ بولا:

''تمھارے جیسا ہوشیار آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔''

یہ کہہ کر وہ یاسر کو لے کر قریش کی مجالس میں گیا۔

وہ جس مجلس کے پاس سے گزرتا، بلند آواز سے پکار کر کہتا:

''اے قریش! گواہ رہو، میں نے اِس عنسی نوجوان یاسر بن عامر کو اپنا حلیف بنالیا ہے، سن لو اور گواہ رہو۔'' جہاں جہاں یہ آواز پہنچتی، لوگ کہتے:

''بہت خوب...... مبارک ہو...... مبارک ہو۔''

پھر جب وہ قریش کی تمام مجالس میں گھوم چکا اور خانہ کعبہ کی طرف جانے لگا تو یاسر نے پوچھا: ''اب کہاں جا رہے ہو؟''

''دیوتاؤں کو گواہ بنانے اور کہاں؟''

''واہ ابوحذیفہ واہ!'' یاسر نے ہنستے ہوئے کہا

''......کیا تمھارا خیال یہ ہے کہ لوگوں میں اعلان کرتے وقت دیوتا تمھاری آواز نہیں سن رہے تھے؟ کیا تمھارے خیال میں وہ اسی وقت کسی کی بات سن سکتے ہیں جب اُن کے قریب آ کر کچھ کہا جائے گا۔''

یاسر کی بات سن کر ابوحذیفہ چونک پڑا اور کہنے لگا:

''شاید آج میں نے کسی شیطان کو حلیف بنا لیا ہے۔ عنسی جوان! ہمارا تو یہی دستور ہے کہ جب بھی دیوتاؤں کے حضور کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو ہم اُن کے بالکل قریب جا کر سرگوشی کرنے والے کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں۔''

''اِس کام کے لیے تو تم جہاں چاہو کھڑے ہو سکتے ہو۔ کیونکہ انھیں تو ہر جگہ تمھارے ساتھ موجود ہونا چاہیے۔''

یہ سن کر ابوحذیفہ کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ گویا نوجوان نے اسے کوئی ایسی بات یاد دلا دی تھی جو اُس کے ذہن سے نکل گئی تھی، لیکن پھر جھنجھلا کر کہنے لگا:

''میں کچھ نہیں جانتا...... اِس سے کم پر مگر میں کسی صورت راضی نہ ہوں گا کہ ہم خانۂ کعبہ کا طواف کریں اور اِس حلف کی حرمت وتقدیس کا حق پوری طرح ادا کریں۔''

''چلو ٹھیک ہے۔'' یاسر نے کہا۔

دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور پھر ایک دوسرے کے حلیف بن کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

راستے میں ابوحذیفہ نے کہا: ''عنسی نوجوان! کیا بات ہے، میں دیکھتا ہوں کہ تم ہمارے معبودوں کا ذکر کچھ حقارت سے کرتے ہو؟ شاید ابھی بنوعنس کے دیوتاؤں کی عظمت کے خبط میں مبتلا ہو، انھیں بھول نہیں پا رہے، تبھی تو ہمارے دیوتاؤں کی طرف تمھارا دل مائل نہیں ہے۔''

6

آئیے! دین سیکھیے

سوال: میں قمیص کی آستینیں موڑ کر اکثر نماز پڑھ لیتا ہوں۔ایک نمازی نے کہا کہ قمیص کو آستین کو اوپر کی طرف موڑ کر یا آدھی آستین والی شرٹ پہن کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔آپ میری راہ نمائی کریں۔(ابرار محمود۔فیصل آباد)

جواب: صورتِ مسئولہ میں آستین اوپر کی طرف موڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے،اسی طرح آدھی آستین والی شرٹ میں نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

(استفادہ: دارالافتا: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

مولانا ہارون الرشید عادل

اے اللہ!

يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (حصن عن ابی داؤد)

(مفہوم)"اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اُن چیزوں کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور تجھ پر چلتی ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے اور اژدھے سے اور سانپ سے اور بچھو سے اور اِس شہر کے رہنے والوں سے اور باپ سے اور اولاد سے۔"

"ابوحذیفہ! خدا کی قسم میں نے کبھی عنس کے دیوتاؤں کو یاد ہی نہیں رکھا کہ انھیں بھلانے کی ضرورت پیش آتی۔ مجھے نہیں یاد کہ میں کبھی اُن کے پاس گیا ہوں۔" یاسر کی یہ بات سن کر ابوحذیفہ چونک گیا اور پھر بولا:

"معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گئے ہو اور یہودیوں، عیسائیوں کے خدا کو مانتے ہو۔"

"میں اُن سب سے ملا ہوں، ان کی باتیں بھی سنی ہیں لیکن میں ان کی منطق کو نہیں سمجھ سکا۔" یاسر نے بے نیازانہ انداز میں کہا۔

"تو گویا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے؟" ابوحذیفہ نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"دیکھو سردار! میں اگر خدا بناتا تو ستاروں کو بناتا جو رات کو میری راہنمائی کرتے ہیں۔سورج کو بناتا جو دن کو مجھے روشنی اور فصلوں کو پکنے میں مدد دیتا ہے۔ سمندر کو خدا بناتا جس کی وسعت و سرکشی سے انسان سہم جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے کوئی چیز بھی نہ میری ساری ضرورتیں پوری کر سکتی ہے اور نہ میری مشکل میں میری فریاد رسی کر سکتی ہے۔ میں ہدایت کا متلاشی ضرور ہوں لیکن اِن چیزوں میں سے کوئی چیز بھی مجھے اپنی عبادت اور اطاعت پر آمادہ نہ کر سکی۔"

"تمھارا معاملہ تو بڑا عجیب ہے۔" ابوحذیفہ نے تعجب سے کہا۔

"ہاں! دوسروں کی طرح، محض اتنے فرق کے ساتھ کہ میں اس بارے میں زیادہ سوچتا ہوں، جبکہ دوسرے کم سوچتے ہیں۔"

باتوں باتوں میں یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ وہ گھر پہنچ چکے ہیں۔

اُن کی روزانہ گفتگو کے موضوعات بدلتے رہتے۔کبھی نجد و تہامہ کی باتیں، اور کبھی تہامہ یمن کے واقعات و حالات، ایک دوسرے کو سناتے رہتے۔

ابوحذیفہ اِس نوجوان کا اس قدر گرویدہ ہو گیا تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگا: "مجھے کسی اجنبی سے اِس قدر محبت نہیں ہوئی جس قدر اس عنسی نوجوان سے ہوئی ہے؟ اگر میں کسی کو منہ بولا بیٹا بناتا تو اُس کو بناتا۔" (جاری ہے)

منقبت حضرت مجدد الف ثانی

ارسلان اللہ خان

بہت ہی اعلیٰ و بالا ہے رتبہ شیخ احمد کا
جسے دیکھو نظر آتا ہے شیدا شیخ احمد کا
جنوبی ایشیا میں دینِ حق کو کردیا قائم
ہے پاک و ہند بھر میں خوب چرچا شیخ احمد کا
فقط زورِ قلم سے دینِ باطل کو مٹا ڈالا
جہاد بالقلم کا تھا یہ جلوہ شیخ احمد کا
وہ دربارِ جہانگیری، جہاں سب سر جھکاتے تھے
اسی دربار میں اونچا تھا شانہ شیخ احمد کا
وہ بے شک فخر ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی امت کے
نبی ﷺ کی پیروی ہی تھی سراپا شیخ احمد کا
انھی کے فیض سے اسلام نے پھر سے جلا پائی
جہاں بھر میں ہے لاتعداد حلقہ شیخ احمد کا
کرو ذکرِ خفی اور اُن کے مکتوبات کو دیکھو
بہت ہی کار آمد ہے یہ نسخہ شیخ احمد کا
وہ تھے پروانۂ شمعِ رسالت ﷺ، قاطعِ بدعت
جبھی تو آج تک ہے نام زندہ شیخ احمد کا
انھی کے دم سے پھیلی نقشبندی روشنی ہر سو
جہاں دیکھو وہاں پر ہے اجالا شیخ احمد کا
یہ جو برکت ہے ارسلؔ نقشبندی خانوادے میں
حقیقت ہے کہ ہے یہ فیض سارا شیخ احمد کا

ایک اسم ایک کہانی

میں کیسے زندہ رہوں؟

ترکی سے عربی ترجمہ: خالد جمال عبدالناصر
عربی سے اردو ترجمہ: ڈاکٹر میمونہ حمزہ



مصنف: یوکسل جلبنار

یہ اسماءُ الحسنیٰ پر مبنی کہانی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات الرحمن الرحیم کو سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے!

دوپہر کی دھوپ اِس قدر تیز تھی کہ سانس لینا مشکل تھا۔

جب ننھی تتلی اتنی مشکل سے اڑ رہی تھی تو باقی پرندوں کا کیا حال ہوگا؟

ننھی تتلی کا بے ساختہ دل چاہا کہ سائے میں ذرا دیر آرام کرلے، اس نے نیچے دیکھا تو اسے ننھا صنوبر نظر آیا۔ وہ ننھے صنوبر کے سائے میں پہنچی تو وہ سو رہا تھا۔

اس نے نظر اٹھا کر دیگر پودوں کو دیکھا تو وہ بھی سو رہے تھے۔

وہ دائیں بائیں گھومی لیکن اسے ننھے صنوبر کے سائے سے زیادہ اچھی جگہ نہ ملی تو وہ اسی کی ایک شاخ پر بیٹھ گئی۔

وہاں بیٹھنے کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ یہاں کوئی اور بھی ہے......!

جی ہاں، چہکتی چڑیا ننھے صنوبر کے سائے میں سو رہی تھی۔

تتلی وہاں سے اڑی اور ننھے صنوبر کی ایک اور شاخ پر بیٹھ گئی۔

صنوبر کے پودے میں حرکت ہوئی، جیسے اس نے انگڑائی لی ہو اور اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ حیرت سے اپنے اردگرد دیکھ رہا تھا۔

ننھی تتلی شرمندہ سی آواز میں بولی:

''پیارے صنوبر! میں نے تمھیں پریشان تو نہیں کیا؟ دراصل فضا میں بہت گرمی تھی، میں تمھارے سائے میں کچھ دیر ستانے کے لیے آگئی ہوں۔''

''تم کہاں سے آئی ہو ننھی تتلی؟''

''میں اپنی امی کے ساتھ سیر کو نکلی تھی، وہ آہستہ آہستہ اڑ رہی تھیں، لیکن میں تو بڑی ہوگئی ہوں نا، اس لیے زیادہ تیز اڑ سکتی ہوں، پس میری امی پیچھے رہ گئیں اور میں آگے نکل آئی، پھر مجھے بہت گرمی لگی تو میں آرام کرنے تمھارے سائے میں آ بیٹھی۔''

''اس گرمی میں سیر کے لیے باہر نکلنا تو مناسب نہیں ہے۔ تم اتنی پیاری ہو، اتنی تیز گرمی میں تو تمھارے پیارے پیارے رنگ برنگے پر جھلس جائیں گے۔ کیا سورج سے تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا؟''

''جی ہاں، اس کا رنگت پر اثر تو پڑتا ہے، لیکن اتنا زیادہ بھی نہیں۔''

ننھے صنوبر بولا: ''حیرت ہے۔''

ننھی تتلی بولی: ''حیرت کس بات پر؟''

''اس بات پر کہ تم اتنی گرمی اور دھوپ میں اڑتی ہو اور تمھارا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ اگر میں اس طرح دھوپ میں رہوں تو میرے پتے جھلس جاتے ہیں، بلکہ اتنی گرمی سے میں تو شاید مر ہی جاؤں۔''

''ڈرو نہیں ننھے صنوبر! آنکھ اٹھا کر اپنے اردگرد دیکھو، کتنے پودے اور پھول اسی گرمی کی شدت میں کھڑے ہیں۔ ذرا اِس زعفران کے پودے کو ہی دیکھ لو، وہ کس طرح گرمی میں کھڑا ہے، اس کے اردگرد تو کوئی سایہ بھی نہیں۔ بتاؤ کیا تم اُس سے بھی کمزور ہو؟''

اسی دوران ذرا سی حرکت ہوئی تو چہکتی چڑیا نے کروٹ بدلی۔

تتلی اور صنوبر کی باتوں سے اس کی نیند میں خلل آ گیا تھا۔

ننھا صنوبر بولا: ''شش...... ذرا آہستہ!...... ہماری باتوں سے چہکتی چڑیا کی نیند خراب ہو رہی ہے۔ وہ بے چاری تھک ہار کر ابھی سوئی ہے۔''

ننھی تتلی سرگوشی میں بولی: ''میرا خیال ہے کہ میں تو زعفران کے پھول سے بھی زیادہ کمزور ہوں، ایسا ہے کہ نہیں؟'' تتلی نے ننھے صنوبر کی تائید چاہی۔

''کیوں نہیں، تم تو اس سے کافی چھوٹی ہو، ننھی تتلی!''

''تو دیکھ لو، میں بھی زندہ ہوں، اور وہ بھی زندہ ہے، بلکہ ہمارے سامنے اتنے بلند و بالا صنوبر کے درخت بھی کبھی ننھے منے پودے تھے، اور سورج اُس وقت بھی اسی طرح حرارت اور گرمی بکھیرتا تھا۔ یہ سب اسی آگ برساتے سورج کی گرمی اور حرارت میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔''

ننھی تتلی نے کچھ دیر توقف کیا، پھر کہنے لگی: ''اچھا لگتا ہے کہ میری امی آ گئی

ہیں۔ میں اُن کی خوشبو محسوس کر رہی ہوں۔'' پھر وہ قدرے بلند آواز سے بولی۔

''میں یہاں ہوں امی جان!''



تتلی امی کو اپنی بیٹی نظر آ گئی تو وہ قریب آ گئیں، اور ذرا بگڑ کر بولیں:

''تم نے اپنی ماں کو آدھے راستے میں کیوں چھوڑ دیا، اور بھاگ کر یہاں آ گئیں؟''

پھر وہ ننھے صنوبر سے بولیں:

''پیارے بیٹے صنوبر! کیا میں تمھاری شاخ پر کچھ دیر آرام کر سکتی ہوں، دراصل میں گرمی سے بے حال ہو گئی ہوں۔ اپنی بیٹی کو تلاش کرتے کرتے میں بری طرح تھک گئی ہوں۔''

''ضرور جی ضرور، بس اتنا خیال رکھنا ہوگا کہ ہم آہستہ بولیں، چہکتی چڑیا تھک کر سو رہی ہے، کہیں اُس کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔''

تتلی امی ایک شاخ پر ٹک گئیں۔ ان کی سانس بری طرح پھول رہی تھی۔ کافی دیر بعد جا کر ان کی سانس بحال ہوئی۔

ننھا صنوبر ابھی تک انھیں دیکھ رہا تھا۔ وہ کبھی ماں تتلی کو دیکھتا اور کبھی ننھی تتلی کو۔ اُن کے پروں کے رنگ کتنے خوب صورت تھے اور ان پر نقش ڈیزائن بھی۔

ننھی تتلی ہولے سے بولی: ''امی جان! مجھے معاف کر دیں۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میرے تیزی سے اڑ جانے پر آپ اتنی پریشان ہو جائیں گی، اور مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے اتنا تھک جائیں گی، میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔''

تتلی امی شفقت سے بولیں: ''ننھی بیٹی! میرے لیے تھکاوٹ اتنی اہم نہیں۔ میں تو اس بات پر پریشان ہو رہی تھی کہ میری ننھی منی بیٹی کہیں راستہ نہ بھول گئی ہو۔ تم ابھی چھوٹی ہی ہو نا، اور راستہ ابھی تمھیں اچھی طرح نہیں آتا۔''

ننھی تتلی نے اعتراف کیا: ''سچ کہہ رہی ہیں آپ امی جان! بس مجھے راستے میں یہ پیارا سا صنوبر مل گیا تو میں اس کے پاس آ گئی۔''

''میری ننھی! اللہ تمھاری حفاظت کرے، لیکن کیا ہوتا اگر اچانک تم بلا ارادہ کسی مکڑی کے جال میں پھنس جاتیں؟! مجھے تو یہ سوچ کر ہی ہول آ رہا تھا۔''

مکڑی کے نام پر ننھا صنوبر چونک اٹھا اور تتلی سے پوچھنے لگا:

''مکڑی کا ذکر آپ اسی قدر نفرت سے کیوں کر رہی ہیں، جیسے وہ انتہائی ظالم ہو؟''

امی تتلی ٹھہر ٹھہر کر کہنے لگی: ''میرا مطلب اسے ظالم کہنے سے ایسا نہیں ہے کہ وہ بہت بری ہے، بلکہ تتلیاں اور دوسرے کیڑے مکوڑے مکڑی کی غذا ہیں۔ اور وہ ہمیں پکڑنے کے لیے ہی اُس مہارت اور چالوں کو استعمال کرتی ہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے سکھا رکھے ہیں، اور ہم اُس سے بچنے کے لیے وہ مہارت اور چالیں استعمال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بچنے کے لیے سکھائی ہیں۔ اب دیکھ لو نا، میری اتنی عمر ہو گئی ہے اور میں کبھی مکڑی کے جال میں نہیں پھنسی۔''



ننھا صنوبر بولا: ''میں اور ننھی تتلی یہی باتیں کر رہے تھے کہ تتلیاں کس طرح اپنے آپ کو لمبے عرصہ تک سورج کی گرمی اور تپش سے بچاتی ہیں۔''

امی تتلی سر ہلا کر مسکرا کر بولیں:

''ننھے بیٹے! زندگی کی مشکلات کا ذکر ہو تو سورج کی گرمی تو اتنا بڑا مسئلہ ہی نہیں۔ جب تم ٹھٹھرتی ہوئی کہر آلود سردیاں دیکھو گے تو تمھیں پتا چلے گا کہ گرمی کی مشکل تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ برف تم پر ہر جانب سے چھا جائے گی۔ بس تم سفیدی کا ڈھیر نظر آؤ گے۔''

ننھا صنوبر حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا، بمشکل بولا:

''یعنی سردی کا موسم گرمی سے کہیں زیادہ سخت اور مشکل ہوگا؟''

امی تتلی بولیں: ''مشکل تو دونوں ہی میں ہے، سردی ہو یا گرمی! مہربان رب نے اِس کائنات کو زندگی دی ہے، اور وہی جانتا ہے کہ مشکل موسموں اور حالات میں اس کی مخلوق کس طرح اپنی زندگی کی حفاظت کرے۔ اس نے ان موسموں میں بچنے اور محفوظ رہنے کا طریقہ اپنی ساری مخلوقات کو سکھایا ہے، اور یہ بھی بتاتی چلوں کہ سردی اور گرمی دونوں ہی اِس کائنات کی حیات کے لیے بہت ضروری ہیں۔''

تتلی امی نے ذرا سا توقف کیا اور پھر بولیں:

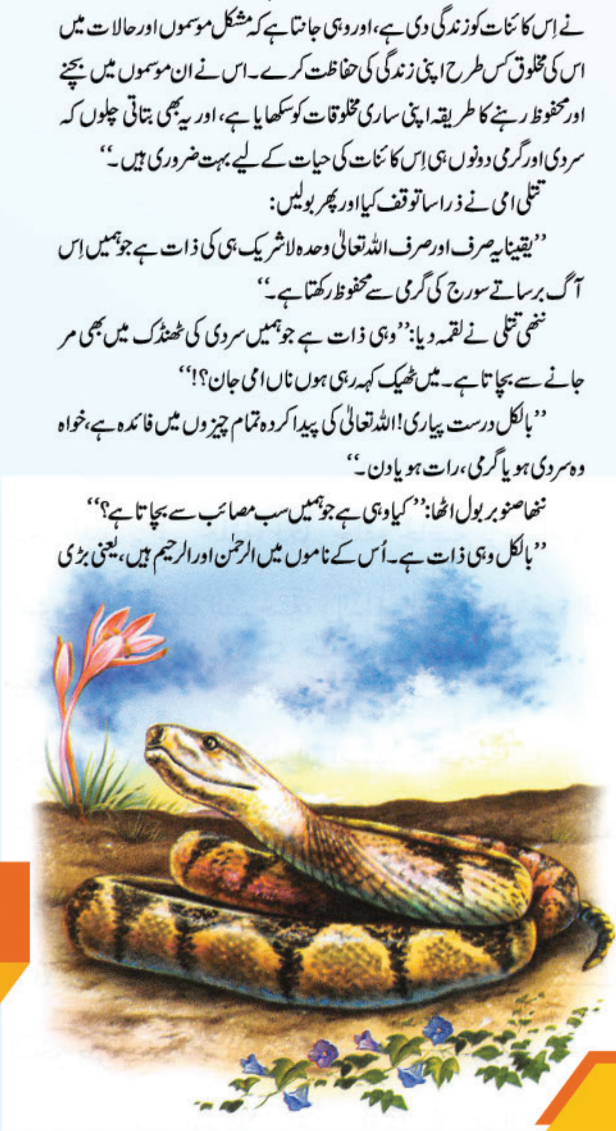
''یقیناً یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی کی ذات ہے جو ہمیں اِس آگ برساتے سورج کی گرمی سے محفوظ رکھتا ہے۔''

ننھی تتلی نے لقمہ دیا: ''وہی ذات ہے جو ہمیں سردی کی ٹھنڈک میں بھی مر جانے سے بچاتا ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں امی جان؟!''

''بالکل درست پیاری! اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام چیزوں میں فائدہ ہے، خواہ وہ سردی ہو یا گرمی، رات ہو یا دن۔''

ننھا صنوبر بول اٹھا: ''کیا وہی ہے جو ہمیں سب مصائب سے بچاتا ہے؟''

''بالکل وہی ذات ہے۔ اُس کے ناموں میں الرحمٰن اور الرحیم ہیں، یعنی بڑی



وسیع رحمت والا، جو اپنی مخلوق کی نگہبانی کرتا ہے۔ اُس کی ساری مخلوق اس کی رحمت اور شفقت کے سائے ہی میں پلتی ہے۔ وہ گرانڈیل ہاتھی کی ضروریات کا بھی خیال رکھتا ہے اور ننھی منی چیونٹی کی بھی، زعفران کا ننھا سا کمزور پودا بھی اسی کی رحمت سے اپنے وجود کو قائم رکھتا ہے۔''

زعفران کے ننھے پھول نے اپنا نام سنا تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ چہک کر بولا: ''آپ لوگ بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ میں بڑی دیر سے آپ کو سن رہا ہوں۔ پچھلے سال میں بھی بہت پریشان تھا، سردی کے موسم میں اتنی ٹھنڈ پڑی کہ میں سکڑ کر رہ گیا، اور پھر برف باری شروع ہوگئی۔ میرا پورا وجود برف سے ڈھک گیا لیکن زمین کی تہہ کچھ زیادہ ٹھنڈی نہ تھی، اس میں ہلکی سی حرارت محسوس ہوتی، سو میری جڑیں اس سردی سے محفوظ رہیں، ایسا لگتا تھا کہ زمین کی اندرونی سطح میں میری جڑوں پر کسی نے چادر ڈال دی ہو۔ میری شاخیں اور پتے سردی سے تقریباً جل گئے مگر میری جڑیں محفوظ رہیں۔ میں سردی کے موسم میں پریشان ہی رہا۔ ہر لمحے مجھے موت قریب نظر آتی، مگر جونہی بہار کا موسم آیا میری ساری فکریں دور ہو گئیں۔ اُس کے بعد میں کبھی پریشان نہیں ہوا، مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ الرحمٰن والرحیم میری حفاظت فرمائے گا جیسے اس نے سردی کے موسم میں میری جڑوں پر گرم مٹی کی چادر اوڑھا کر مجھے بچایا تھا۔''



زعفران کا پھول کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوا:

''اگر آپ اجازت دیں تو ایک اور بات بھی بتاؤں؟''

امی تتلی اور ننھے صنوبر نے اثبات میں سر ہلایا اور بولے: ''ضرور بھئی ضرور۔''

زعفران مسکرا کر بولا: ''سردیوں میں ایک روز ایک بڑا سا اژدہا میرے قریب آ گیا اور میری جڑوں کے قریب ہی سو گیا۔ میں تو بہت ہی ڈر گیا، کیونکہ سانپوں سے تو سب ہی ڈرتے ہیں۔ اسے بھی میرے خوف اور ڈر کا اندازہ ہو گیا، وہ مجھ سے کہنے لگا: 'پیارے زعفران! تم مجھ سے نہیں ڈرو۔ میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ ویسے بھی ہم اژدھے سردیوں میں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، بس سارا موسم سو کر گزار دیتے ہیں، اور اگر ہمیں بھوک لگے تو تھوڑی سی مٹی چاٹ لیتے ہیں۔ میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا!' اور پھر وہ ساری سردیاں میرے پہلو میں سویا رہا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچائی۔''

امی تتلی بولیں: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک کی اپنے ہی انداز میں حفاظت کرتا ہے اور اس کی ضروریات اسے بن کہے فراہم کرتا ہے۔ کسی کو وہ اپنی حفاظت خود کرنے کا طریقہ سکھا دیتا ہے، اور جو اپنی حفاظت کے لیے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے، وہ ان کی حفاظت دوسروں کے ذریعے کرواتا ہے۔ مثال کے طور پر پالتو جانوروں کی حفاظت اور نگہبانی کا انتظام ان کے مالک کرتے ہیں۔''

چھوٹی تتلی اپنی ماں کی جانب پیار سے دیکھ کر بولی: ''جیسے وہ ماں کے دل میں اپنے بچوں کے لیے رحمت اور شفقت پیدا کر دیتا ہے اور وہ اپنے بچوں کا خیال رکھتی ہے۔ ایسا ہی ہے نا اماں؟'' یہ کہہ کر وہ اچھل کر اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھی۔

ماں نے اسے خوب پیار کیا، پھر اسے ہلکے سے چپت رسید کرتے ہوئے بولی: ''لیکن باپوں کو بھی بھول نہیں جانا چاہیے۔''

اس دوران میں چہکتی چڑیا بھی نیند سے بیدار ہو گئی۔ اس نے انگڑائی لے کر پر پھڑپھڑائے اور ہولے سے بولی: ''اللہ ربی! میں کتنی دیر سوتی رہی؟''

چہکتی چڑیا کو جاگتا دیکھ کر ننھی تتلی اور ماں تتلی گھبرا کر اڑ گئیں۔

ننھا صنوبر اُن کے خوفزدہ ہونے پر حیران تھا۔

چڑیا نے بھی انھیں ڈر کر اڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ اُن کی گھبراہٹ پر خوب ہنسی اور بولی: ''یہ مجھ سے ڈر کر بھاگی ہیں۔''

ننھا صنوبر حیران تھا: ''تتلیاں تم سے کیوں ڈرتی ہیں؟''

چہکتی چڑیا ہنس کر بولی: ''اگر وہ اڑ نہ جاتیں تو اب تک میرے پیٹ میں پہنچ چکی ہوتیں۔''

ننھا صنوبر بولا: ''اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو اپنے دو ناموں الرحمن اور الرحیم ہونے کی وجہ سے بچاتا ہے تو کیا وہ ننھی تتلی اور ماں تتلی پر رحم نہ کرتا اور انھیں تم سے نہ بچاتا۔''

چڑیا بولی: ''ہاں، اسی نے تو انھیں مجھ سے بچایا ہے، اگر وہ انھیں مجھ سے نہ بچاتا تو میں انھیں اپنے پروں سے نیچے گرا دیتی۔''

ننھا صنوبر بولا: ''اس نے انھیں کس طرح تم سے بچایا؟''

چہکتی چڑیا بولی: ''اس نے ان کی حفاظت کے لیے انھیں محسوس کرنے کی خاص حس عطا کی ہے، جس کی وجہ سے وہ دشمن کے وجود کو فوراً جان جاتی ہیں اور تیزی سے اڑ جاتی ہیں۔''

صنوبر بولا: ''محسوس کرنے کی صلاحیت اور بچاؤ میں تیزی؟''

چڑیا چہکی: ''بالکل درست۔''

اب ننھے صنوبر کو کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا، اور جلتے سورج کی گرمی میں بھی وہ مطمئن اور خوش رہتا ہے۔

اللہ الرحمن والرحیم ہے نا اس کی زندگی کی حفاظت کرنے والا......!

☆☆☆

ملاحظہ: ایک اسم ایک کہانی کے اِس خوبصورت سلسلے کی پہلی کہانی ''الف نمبر'' میں بعنوان ''اگر کھانا نہ ملا'' جبکہ دوسری کہانی عام شمارے میں بعنوان ''کس نے سکھایا'' شائع ہو چکی ہے۔ ننھے صنوبر کے پودے کی یہ تیسری کہانی ہے۔ اب یہ سلسلہ بلاتعطل کے شائع ہوگا اِن شاءاللہ تعالیٰ!

ٹھنڈا کھانا

سیمی زاہد

''نانو آگئیں......!''

اسکول سے تھکے ہارے آصف کی نظر جونہی لاؤنج میں بیٹھی نانو پر پڑی تو وہ خوشی سے چلا اٹھا۔ بستہ اٹھائے نڈھال سا واصف اس کے پیچھے تھا۔ یہ پکار سن کر اس میں بھی جیسے بجلی دوڑ گئی وہ بھی بستہ صوفے پر اچھالتا نانو سے جالپٹا۔

''بیٹا! یہ ختم کرلو تو اور لے لینا۔''

نانو نے نرمی سے سمجھایا۔

''نہیں میں کھالوں گا۔ مجھے چاول بہت پسند ہیں۔'' آصف نے اصرار کیا۔

''مجھے بوٹیاں پسند ہیں۔ مجھے بھی دو اور ڈال کر دیں۔'' واصف کا تو شیوہ تھا بڑے بھائی کی نقل کرنا،

نانو بچوں کی محبت دیکھ کر نہال ہو گئیں۔

''ویسے میں آپ سے ناراض ہوں۔ اس بار آپ اتنے دنوں بعد آئیں۔''

آصف مصنوعی خفگی سے منہ پھلا کر بولا۔

''اور آپ نے آنے کا بھی نہیں بتایا۔''

واصف نے بھی بھائی کی تائید میں منہ پھلایا۔

''آپ کے ماموں بہت مصروف تھے تو میں کس کے ساتھ آتی؟''

نانو نے اپنی صفائی دیتے ہوئے دونوں کو پیار کیا۔

''چلو آپ لوگ یونیفارم تبدیل کرو اور ہاتھ دھو کر آؤ۔ کھانا تیار ہے۔'' امی نے دونوں کے بستے لاؤنج سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

دسترخوان پر دونوں بھائی نانو کے دائیں بائیں بیٹھے۔

امی نے دونوں کی پلیٹوں میں کھانا نکالنا چاہا مگر آصف نے جھٹ سے پلیٹ نانو کے آگے سرکائی:

''مجھے نانو ڈال کر دیں گی۔''

''مجھے بھی۔'' واصف کیوں پیچھے رہتا۔

''ہاں ہاں، میں اپنے بچوں کو خود ڈال کے دوں گی۔'' نانو نے پلیٹ تھامتے ہوئے کہا۔ پھر انھوں نے چاول، سالن اور چند بوٹیاں ڈال کر دونوں بھائیوں کو باری باری پلیٹیں پکڑا دیں۔

''نانو مجھے چاول تھوڑے زیادہ ڈال کر دیں۔''

آصف نے پلیٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

نانو کو ہار ماننا پڑی۔

''آپ دونوں چھوٹے ہیں، مگر اپنی پلیٹیں دیکھو اور اپنی امی کی پلیٹ دیکھو۔''

نانو نے ان کی توجہ امی کی پلیٹ کی جانب مبذول کروائی جس میں کم چاول تھے۔

''ہمیں تو مضبوط ہونا ہے، اس لیے ہم زیادہ کھاتے ہیں۔''

ننھے واصف نے اپنے پتلے پتلے بازوؤں کی مچھلیاں دکھاتے ہوئے کہا تو نانو ہنس پڑیں۔

مگر یہ سب کہنے کی باتیں تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں کی ہمت جواب دے گئی۔ ایک نے پیٹ بھر جانے کا بہانہ کیا اور دوسرے نے مرچیں لگنے کا اور دونوں ہی پلیٹ صاف کیے بغیر اٹھ گئے۔

نانو افسوس سے دونوں کو دیکھ کر رہ گئیں۔ امی نے دونوں پلیٹیں اپنی طرف کھسکائیں۔

''میں اسی لیے کھانا کم نکالتی ہوں کہ پھر ان کی پلیٹیں صاف کرنا پڑتی ہیں۔''

امی نے شرمندگی سے کہا۔

''یہ تو اچھی بات ہے کہ تم رزق ضائع نہیں ہونے دیتیں مگر بچوں کو بھی تو سکھانا ہوگا ناں!'' نانو کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔

شام کو دونوں بھائیوں نے صحن میں ہوم ورک مکمل کیا۔ نانو پاس بیٹھی اخبار پڑھتی رہیں۔ اتنی دیر میں امی چائے کے ساتھ پکوڑے لے آئیں۔

''واہ! گرما گرم پکوڑے۔'' آصف نے جلدی سے ایک پکوڑا اچک لیا اور منہ میں ڈال لیا۔ پکوڑا کچھ زیادہ ہی گرم تھا اس لیے فوراً منہ سے نکال کر پھونکیں مارنے لگا۔

واصف دیکھ کر ہنسنے لگا۔ نانو بھی اس کی جلد بازی پر مسکرا دیں۔

''بیٹا! آرام سے، کھانا ہلکا سا گرم ہو تو کھانا چاہیے۔ زیادہ گرم نقصان دیتا ہے۔''

نانو نے پیار سے سمجھایا۔

''نانو! جب ہم شادیوں پر جاتے ہیں تو لوگ چیخ رہے ہوتے ہیں کہ کھانا ٹھنڈا ہے، گرم لاؤ، گرم لاؤ۔'' آصف نے ان کی معلومات میں اضافہ کیا۔

''کیوں بھئی! ایسے کیوں؟ وہ لوگ ٹھنڈا کھانا پسند نہیں کرتے؟'' نانو نے حیرت سے پوچھا۔

''ارے نانو! ٹھنڈا کھانا کون کھاتا ہے؟''

آصف نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

واصف بھی حیرت سے نانو کو دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ آپ کو اتنی سی بات بھی معلوم نہیں۔

''مگر تمھاری امی تو ٹھنڈا کھانا ہی کھاتی ہیں۔''

نانو نے فوراً چوٹ لگائی۔ دونوں بھائی ایک دم چونکے۔

''ہاں ہاں، تم دونوں جو پلیٹ بھر بھر کر کھانا نکالتے ہو اور پھر بچا دیتے ہو وہ ٹھنڈا ٹھار کھانا تمھاری امی ہی تو ختم کرتی ہیں تاکہ ضائع نہ ہو۔''

نانو نے دونوں بھائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو امی اس لیے اپنی پلیٹ میں تھوڑا کھانا نکالتی ہیں۔'' دونوں بھائیوں کے دماغ میں فوراً یہ سوچ آئی۔ بے ساختہ وہ شرمندہ ہو گئے۔

''مجھے امید ہے آئندہ آپ اتنا ہی کھانا نکالیں گے جو کھا سکیں اور اپنی پلیٹیں صاف کریں گے۔''

نانو نے ان کو سر جھکائے دیکھا تو بولیں۔

''جی جی پکا وعدہ''

دونوں بھائی شرمندہ سے یک زبان ہو کر بولے۔

☆☆☆

دادی نے کھایا پیزا



قانتہ رابعہ

بشریٰ چچی کی امی فوت ہوگئیں تو امی اور ابو کو جانا پڑا۔

بشریٰ چچی کا میکہ دور کسی گاؤں میں تھا اور امی ابو کا اُس دن واپس آنا ممکن ہی نہیں تھا، کیونکہ جنازہ مغرب کی نماز کے بعد اٹھایا جانا تھا اور اندھیرے میں واپسی کا سفر مشکل تھا۔ سو جاتے ہوئے امی بار بار بچوں کو نصیحتیں کر رہی تھیں: ''بس ایک ڈیڑھ دن کی بات ہے، تم لوگوں نے پریشان نہیں ہونا، اور دیکھو دادی اماں کو ہرگز پریشان نہیں کرنا۔ رات کو جلدی سو جانا۔ موہب! تم سب سے بڑے ہو، رات کو سونے سے پہلے سارے دروازے کھڑکیاں چیک کر کے سونا اور بینا! تم گھر گندا نہیں کرنا۔ تم سب سے زیادہ تنگ کرتی ہو۔'' انھوں نے چار سالہ بینش سے کہا ''......اور ہانیہ بیٹے! میں نے کھچڑی بنادی ہے، وہ دادی جان کو دینا کھانے کے لیے، اُن کا بہت خیال رکھنا۔ بس ہم کل صبح سویرے ہی آجائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ!''

گھر سے نکلتے نکلتے بھی انھوں نے دس گیارہ نصیحتیں بچوں کے کانوں میں انڈیل دیں۔ اُن کی پریشانی بھی ٹھیک تھی، وہ پہلی مرتبہ بچوں کو اکیلا چھوڑ کر جا رہی تھیں۔ وگرنہ اُس سے قبل وہ تعزیت اور شادیوں میں جانے کے لیے بشریٰ چچی کو ہی زیادہ ترجیح دیتی تھیں۔ اب مسئلہ ایسا تھا کہ دونوں کا جانا ضروری تھا اور نند کی شادی کچھ مہینے پہلے ہوئی تھی۔ خیر اللہ کا نام لے کر وہ چلی تو گئیں لیکن سارے راستے دھیان چاروں بچوں کی طرف رہا، جو چھوٹے اور حد درجہ شرارتی تھے۔

بچوں نے بھی امی ابو کو پوری تسلی دی تھی کہ ہم وعدہ کرتے ہیں، شرارتیں نہیں کریں گے، دادی اماں کا کہنا مانیں گے اور دروازے پر بیل بجی تو پوچھنے کے بعد دروازہ کھولیں گے۔ بس ہماری ایک منی سی شرط ایک ہی ہے کہ پزا منگوا کر کھائیں گے۔

ہمیشہ سے خوراک کے معاملے میں کوئی بھی سمجھوتا نہ کرنے والی امی اس بار چپ ہو رہیں۔ اور چپ کا مطلب تو نیم رضامندی ہی تو ہوتا ہے ناں، یوں لوہا گرم دیکھ کر ہانیہ نے ضرب لگائی:

''امی جان! آئندہ کبھی بھی نہیں منگوائیں گے، بس ایک مرتبہ، میری ساری کلاس فیلوز اتنے مزے لے لے کر پزہ اور پاستا کھانے کی باتیں کرتی ہیں، اکثر تو روز ہی کھاتی ہیں، کوئی بیمار نہیں ہوتا، بس ایک مرتبہ اجازت دے دیں۔''

سب کی للچائی نظروں اور حسرت کو دیکھتے ہوئے ابا جان نے نہ صرف پزہ کھانے بلکہ منگوانے اور بل کی ادائیگی اپنے ذمے لینے کا اعلان کیا۔ سو یوں ابو نے نہ صرف پزا آرڈر کر دیا بلکہ گھر سے نکلتے ہوئے فوڈ پانڈا والوں کو فون کر کے گھر کی

ائیربیگز

مزمل احمد ۔ لاہور

ائیر بیگز جدید کاروں کا ایک حفاظتی فیچر ہے، جو شدید حادثات کی صورت میں انسانی جانوں کے نقصان سے بچاتا ہے۔

یہ اصل میں نائلون سے بنے مضبوط غبارے نما تھیلے ہوتے ہیں، جو زیادہ تر اسٹیرنگ وہیل کے اندر کمپریس شدہ حالت میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک سینسر کے زریعے ایکٹیویٹ ہوتے ہیں۔

اگر کار کو کوئی حادثہ پیش آنے کی وجہ سے زوردار جھٹکا لگے تو فوراً سے پیشتر اُن میں نائٹروجن یا آرگان نامی گیس بھر جاتی ہیں۔ یہ دونوں گیسیں زہریلی نہیں ہوتیں اور نہ ہی آتش گیر ہوتی ہیں، یعنی جلنے میں مدد نہیں دیتیں۔

کسی اچانک حادثے کی صورت میں یہ ائیر بیگ صرف ۳۰ ملی سیکنڈز کے عرصے میں پھول جاتے ہیں، اور اُن کی پھول کر آگے بڑھنے کی رفتار تقریباً ۳۲۱ کلومیٹر فی گھنٹے یا ۹۰ میٹر فی سیکنڈ کی ہوتی ہے۔

یہ رفتار ہماری آنکھ جھپکنے کی رفتار سے بھی دسگنا زیادہ تیز ہوتی ہے۔

ائیر بیگ ۱۹۸۷ء سے جدید کاروں میں استعمال کیے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے اُس کو پورشے ۹۴۴ ٹربو نامی کار میں استعمال کیا گیا تھا۔ اُس کے بعد سے ابھی تک یہ تمام جدید کاروں کے سیفٹی فیچرز کا لازمی حصہ مانے جاتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق اب تک کاروں کے شدید حادثوں کی صورت میں قریباً 50,457 انسانوں کی جان اِن ائیر بیگ کے سبب سے بچی ہے اور کاروں کا اندرونی نقصان بھی ۷۰ فیصد کم ہو گیا ہے۔



لوکیشن بھی بتادی اور پیسے موہب کو پکڑا دیے۔

بچوں کو امی ابو کے چھوڑ کر جانے کا غم کم اور پیزا کھانے کی خوشی اور شوق زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔

بہت عرصے سے ان کے ہم جماعت اور دوست یہی بتاتے تھے کہ ہم نے فلاں جگہ کا پیزا کھایا، بہت ہی مزے کا تھا۔ فلاں جگہ کا برگر کھایا اُس کا ذائقہ تو بہت ہی لاجواب تھا۔ چٹخارے بھرتے ہوئے وہ بتاتے اور موہب، بہنیں اسامہ اور بینا ندیدوں کی طرح ان کی طرف دیکھتے۔ آج ان کے دل کی مراد پوری ہو رہی تھی۔

امی ابو ابھی گلی سے بھی نہ نکلے تھے کہ بچوں کو ڈیلیوری بوائے کا انتظار شروع ہو گیا۔ گلی سے کوئی موٹر سائیکل گزرتی یا پھٹ پھٹ کرتا رکشہ آتا سب باجماعت دروازے کی طرف بھاگتے۔

آخر عصر کی نماز سے پہلے پہلے گرما گرم پیزا بھی آ ہی گیا جو سب نے بہت شوق سے کھایا اور انگلیاں تک چاٹ ڈالیں۔

امی جان نے تاکید کی تھی کہ عصر کی نماز پڑھتے ہی کھچڑی اوون میں گرم کر کے دادی جان کو ضرور دینا، سو جونہی عصر کی اذان سنائی دی، بینا نے کھچڑی کی پلیٹ، دہی اور پانی کا گلاس ٹرے میں رکھ کر دادی جان کے سامنے رکھ دی۔

کھچڑی میں اس نے تھوڑی سی مقدار میں پاستا شامل کر دیا تھا۔

''شاباش! جیتی رہو، میں بھی تو دیکھوں یہ پیزا کیا بلا ہوتی ہے؟''

دادی جان نے کہا تو بینا ٹپٹا کر رہ گئی۔

دادی جان نے پزہ کے متعلق سب کچھ سن لیا تھا۔

اُدھر بینا ابھی سکتے میں تھی، اُدھر دادی جان نے بڑے اشتیاق سے پلیٹ کے اوپر سے دوسری پلیٹ اٹھائی۔

ان کی سماعت کافی اچھی تھی مگر انھیں نظر بہت کم آتا تھا، اِس لیے انھوں نے پلیٹ کو آنکھوں کے قریب لا کر دیکھا، تب بھی انھیں بس اتنا پتا چلا کہ چمچ سے کھانے والی کوئی چیز ہے۔

بسم اللہ پڑھنے کے بعد انھوں نے پہلا چمچ لیا۔ کچھ دیر خاموش رہیں پھر دوسرا چمچ یہاں تک کہ ساری پلیٹ صاف کر دی۔

الحمد للہ کہتے ہوئے انھوں نے ہنکارا بھرا۔ ''ہونہہ! صبح شام تذکرے سنتے آئے لیکن چاولوں سے ہی بنتا ہے یہ موا پزا بھی، خوامخواہ اتنا پیسہ خرچ کیا اس سے اچھا تو میری ناہید ہی بنا لیتی ہے۔''

بینا بے چاری کی سانس میں سانس آئی کہ دادی جان کو پتا نہیں چلا۔

وہ خالی برتنوں کی ٹرے لے کر گئی تو موہب ایک گتے کے ڈبے میں پزا کا ٹکڑا لے آیا۔ اس نے پہلے ہی دادی جان کے لیے الگ کر لیا تھا۔

''لیجیے دادی اماں! اب یہ کھائیں اور بتائیں آپ کو یہ کیسا لگا؟''

دادی جان نے اسے بھی آنکھوں قریب کیا، سونگھا، پھر بیزاری سے بولیں:

''پیٹ بھر گیا ہے پزا کھا کر، اب تو گنجائش نہیں۔ تم لوگ ہی کھا لو!''

موہب نے اصرار کیا:

''نہیں دادی جان! اپ چکھیے تو سہی، بہت مزے کی چیز ہے۔''

دادی نے ایک ٹکڑا منہ میں لیا اور ناک بھوں چڑھاتے ہوئے بولیں: ''یہ کیا بدبلا سی چیز مجھ بیمار کو کھانے کو دے رہے ہو، نہ بھئی نہ خود ہی کھاؤ، مجھے تو اس موئے تندوری کلچے کی شکل دیکھ کر ہی ابکائی آ رہی ہے۔''

بچوں نے ایک منٹ میں وہ ٹکڑا بھی چٹ کر لیا۔

جب وہ کمرے سے جانے لگے تو دادی اماں نے بینا کو بلا کر کہا:

''بات سنو، رات میں بھوک زیادہ لگتی ہے، ہو سکے تو وہ پیزا کی ایک پلیٹ مجھے اور منگوا دینا۔ چاولوں سے بنا ہوا تھا اور ناہید جیسا نہ سہی مگر تھا مزے کا۔ ایسے ہی تو دنیا اس پر نہیں مرتی۔''

بینا سمیت سبھی بچے مسکرا دیے، پھر بولے:

''جی دادی جان! ضرور، کیوں نہیں۔''

☆☆☆

اے شافعِ محشر کیا کہنا!

نیّر رضوی الہ آبادی

آئینہ بنا ذرہ ذرہ
اے شمسِ منور کیا کہنا

بھٹکا نہ مسافر منزل سے
اے ہادی و رہبر کیا کہنا

سرکارِ دوعالم نورِ خدا
مخلوق کے رہبر کیا کہنا

مغموم دلوں کو شاد کیا
اے شافعِ محشر ﷺ کیا کہنا

جواہرات سے قیمتی

☆ دنیا کے سمندر میں غرق ہونے سے بچ، پرہیز گاری کی کشتی کو ایمان اور توکل کے ذریعے چلا، ورنہ نجات پانا مشکل ہے۔

☆ جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو پینسل کی جگہ پین اس لیے دیا جاتا ہے کہ ہم سمجھ جائیں کہ اب ہماری غلطیاں مٹانا آسان نہیں۔

☆ امید کبھی مت چھوڑنا۔ کمزور آپ ہیں، آپ کا رب نہیں۔

☆ عبادت ضرور کیجیے مگر معاملات پر خاص توجہ دیجیے۔ کعبے کے گرد چکر لگانے سے لوگوں کو دیے ہوئے چکر معاف نہیں ہوتے۔

☆ تم وہ مانگتے ہو جو تمھیں اچھا نظر آتا ہے اور رب وہ دیتا ہے جو تمھارے لیے اچھا ہوتا ہے۔ (اسماء حفصہ۔ لاہور)



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❁ شمارہ ۱۰۲۳ کا سرورق دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ کعبۃ اللہ کے اس منظر سے لے آج تک کا منظر ذہن میں سمٹ آیا۔ اصل کیا تھا اور آج کیا سے کیا ہوگیا۔ سب سے پہلے اسم بامسمی پڑھی، پڑھ کر خوب رشک آیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو اپنا خاص قرب عطا فرمائے، آمین! 'نئی چڑیا' پڑھ کر مزہ آیا۔ ابوالحسن صاحب کا تبصرہ پڑھ کر اُن کے لیے دل سے دعا نکلی۔ 'افسانوی پرندے' اور 'بادلوں کے اوپر پرواز' معلوماتی تحریریں تھیں۔ 'میر حجاز' واہ...... واقعی منفرد انداز ہے۔ یہ سلسلہ بہت اچھا لگ رہا ہے۔ مدیر صاحب! آپ سے ایک سوال ہے کافی عرصہ ہوا دادا جان 'بچوں کا اسلام' میں نظر نہیں آرہے۔ میری مراد پروفیسر محمد اسلم بیگ صاحب ہیں جو کہ ہمیشہ مجھے پروفیسر داؤد لگتے ہیں۔ پروفیسر انکل کہاں ہیں؟ براہِ مہربانی ان کی خیریت کی اطلاع دیں۔

(فاطمہ احمد۔ ملتان)

ج: بدلتے موسم کی وجہ سے ان کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ دعا کیجیے گا۔ ویسے ابھی قریب میں آپ نے ان کی یکے بعد دیگرے دو بہت دلچسپ کہانیاں پڑھی ہوں گی۔

❁ مجھے 'کہانی چلتی رہی، بندر اور جگنو، شیر کی دم' یہ تین کہانیاں بہت پسند آئیں۔ 'الف نمبر' دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی۔ 'گرچو بھوڑا' کوے کی شرارت' کہانی بھی اچھی تھی۔ اب اگلے سالنامے کا انتظار ہے۔ کب آرہا ہے؟ (زینب بی بی۔ ٹیکسلا)

ج: اگلا سالنامہ ان شاء اللہ تعالیٰ اکتوبر یا نومبر میں ہی آئے گا۔ دو تین ماہ ہی رہ گئے ہیں۔

❁ مدیر بھائی! پہلی دفعہ ایک طویل تحریر لکھنے کی جسارت کی ہے، پہلے بھی آٹھ سے دس تحریریں مختصراً ایک کتاب سے نقل کر کے بھیجی تھیں۔ اگر شامل اشاعت فرمائیں گے تو ایک نوآموز لکھنے والے کی حوصلہ افزائی ہوگی جو ابھی لکھنے کی ا، ب، ج پر ہے۔ ابھی شائع کریں، بعد میں شائع کریں یا شائع نہ بھی ہوں تو بالکل بھی ناامید نہیں ہوں گا اور لکھتا بھی مسلسل رہوں گا۔ چاہے میں بھیجتا رہوں۔ مسلسل اور تواتر سے لکھنے کا پکا عزم اور پختہ ارادہ اور اپنے آپ سے عہد کرلیا ہے۔ (محمد اقراش عاصم۔ خوشاب)

ج: آپ کا پختہ عزم اچھا لگا۔ محنت کا پھل ضرور ملتا ہے۔ محنت کرتے رہیں اور امید کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔ جیتے رہیں!

❁ تازہ شمارے کا سرورق ڈراؤنا سا تھا۔ 'بچھڑے ہوئے' اور 'جنگل کے مسافر' کہانی زبردست تھی۔ 'کفریہ کلمات' نے اچھا سبق دیا۔ سلطنت ساگیہ نے ہنسا دیا۔ مہربانی فرما کر شمارے میں ایک انعامی سلسلہ شروع کریں۔ (توحید الرحمن۔ پھلروان)

ج: کردیں پھر شروع؟ تیار ہیں آپ؟

❁ بچوں کا اسلام ماشاء اللہ بہت اچھا جا رہا ہے۔ سرورق تو آج کل بہت ہی پیارے آرہے ہیں۔ دستک تو ہمیشہ ہوتی ہے مگر آمنے سامنے کبھی کبھی غائب ہوجاتا ہے جس کا ہمیں بہت دکھ ہوتا ہے۔ ہم نے دو لفافے بھیجے تھے جن میں بچوں کا اسلام کے تبصرے بھی تھے، مگر آپ نے خواتین کا اسلام کے تبصرے تو شائع کردیے، آج تک آمنے سامنے والے خطوط کا کچھ پتا نہیں۔ کیا جس لفافے پر پتا 'خواتین کا اسلام' ہو، اس میں آمنے سامنے والے خط نہیں ڈالنے چاہییں؟ (خولہ شفیق۔ تھانہ رتیڑہ)

ج: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس ہر خط پر اوپر 'بزم خواتین' یا 'آمنے سامنے' لکھا ہوا ہو تو آسانی رہتی ہے۔

❁ 'خوشی کے آنسو' پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں نے خود پڑھا اور امی کو بھی پڑھایا۔ میری ایک کلاس فیلو عقیلہ سلیم یہ رسالے بہت شوق سے پڑھتی ہے۔ چچا بچوں کا اسلام پر تبصرے کتنے عرصے بعد لگتے ہیں؟ (طوبیٰ شفیق۔ تھانہ رتیڑہ)

ج: دو سے تین ماہ تو لگتے ہیں۔

❁ ماموں جان! ہم سب گھر والے آپ سے شدید ناراض ہیں۔ ویسے تو آپ بڑے خالو خیر خواہ بنتے ہیں مگر انٹرویو میں ہم سب گھر والوں کے سوالات ہضم کر گئے۔ بارہ سوالات تھے، تین میرے، تین میری آپی کے، تین امی جان کے اور تین ابو جان کے۔ کوئی ایک سوال بھی آپ نے نہیں چھاپا الف نمبر میں۔ اس کے بعد سے دل اچاٹ سا ہوگیا ہے رسالے سے۔ یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس ابھی بھی موقع ہے کہ ہمارے سوالات کے جواب شائع کردیں، ورنہ ہم بچوں کا اسلام لینا چھوڑ دیں گے۔

(محمد افضل عبدالرحمن۔ ملتان)

ج: دیکھو بیٹا افضل! اب اتنی بڑی دھمکی تو نہ دو غریب چاچو کو۔ ناراض ہونے کی بات تو نہیں تھی، کیوں کہ مقررہ تاریخ تک جتنے سوالات آئے، ان سب کو انٹرویو میں شامل کیا گیا تھا۔ بے شمار سوالات تاریخ گزر جانے کے بعد ملے تو وہ شامل نہیں کیے جا سکتے تھے، شاید آپ کے سوالات بھی دیر سے آئے ہوں یا ملے ہی نہ ہوں۔ بہرحال امی ابو جان کو کہیے کہ ناراض نہ ہوں، ہم معذرت خواہ ہیں۔ آپ دوبارہ وہ سب سوال لکھ بھیجیے، اور آپ کے خط کے توسط سے ان تمام قارئین سے درخواست ہے جو دل میں شکوہ دبائے بیٹھے ہیں کہ اگر وہ بھی اپنے سوالات دوبارہ بھیجنا چاہیں تو تیس ستمبر تک بھیج دیں، مگر ایک بار انٹرویو ضرور پڑھ لیجیے گا کہ آپ کا سوال پہلے نہ آچکا ہو۔

❁ 'صدمہ، میری آنکھ کھلی تو، حسابی کیڑا' بہت ہی زبردست تھیں اور 'سال ۲۰۲۱ء کے شمارے' بھی کمال ہی ہوگیا۔ بہت محنت کی، اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول کرے۔ چچا جان! میرے ابو جان کے ایک بہت اچھے دوست انکل عمران شریف ہیں۔ امی جان تو اکثر ان کے گھر جاتی رہتی ہیں۔ امی جان نے بتایا کہ تمھارے انکل کی جو بیگم ہیں، وہ انکل ضیاء اللہ محسن کی سگی بہن ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ان سے مل کر۔ انہوں نے مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتایا تو کہنے لگیں کہ اچھا آپ وہی وجیہہ ہو جو بچوں کا اسلام میں خط لکھتی ہو۔ میرے اثبات میں جواب دینے پر وہ اور بچے بہت خوش ہوئے کہ آپی وجیہہ ہمارے گھر آئی ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ان سے مل کر اور انکل ضیاء اللہ محسن کو ان کے بیٹے کی بہت بہت مبارک باد۔ (وجیہہ خاتون۔ چشتیاں)

ج: ہماری طرف سے بھی بھائی ضیاء اللہ محسن کو اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت عظمیٰ بہت مبارک ہو۔

❁ 'حاسد کا انجام' بہت سبق آموز تھا۔ ابن وارث کی 'منزل تک' بھی سبق آموز تھی۔ 'ابو جان کی گھڑی اور ہم' بہت اچھی لگی۔ ہمیں آخر تک تجسس رہا کہ گھڑی واپس مل جائے گی یا نہیں لیکن افسوس نہیں ملی۔ دستک میں آپ نے بہت اچھی بات کی طرف توجہ دلائی۔ ''۱۰۲۱ کے شمارے'' میں کیا ہی بہترین کوشش کی بہن نے، ان کا نام کیا تھا؟۔ شاہد فاروق کے مزاح کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ 'حسابی کیڑا' دو تین بار پڑھا، ہر بار ایک نیا مزہ آیا۔ میری آنکھ کھلی تو ڈرا دینے والی تھی۔ (قانتہ ایمن۔ پشاور)

ج: یہ تجزیہ بہن زنیرہ نور اسلام آباد نے لکھا تھا۔

❁ میں ۲۰۱٦ء سے بچوں کا اسلام پڑھ رہی ہوں۔ یہ میرا دوسرا خط ہے۔ مدیر چاچو! اس خط کو تو ضرور شائع کر دینا اور بچوں کا اسلام میں کوئی کہانی یا واقعہ لکھ سکتی ہوں؟ اور کیا میں آپ سے کچھ سوال کرسکتی ہوں؟ اگر آپ برا نہ مانیں تو؟

(صالحہ شاہد۔ جہانیاں، ضلع خانیوال)

ج: برا نہ ماننے والی کیا بات، آپ واقعہ لکھ بھی سکتی ہیں اور سوال بھی کرسکتی ہیں۔

قاری سے لکھاری

دونوں ناولوں کا نام پیکٹ کا راز اور کمرہ نمبر چار سو بیس تھا......!

قصہ یہ ہے کہ بارش کی وجہ سے بھائی جان کی الماری میں موجود سامان کو نمی پہنچ گئی۔ بھائی نے سامان کو دھوپ لگوانے کی غرض سے الماری کھولی اور سامان کو چیک کیا۔ باقی سامان تو ٹھیک تھا مگر یہ دو ناول زیادہ گیلے ہو چکے تھے۔ اس لیے انھیں دھوپ میں رکھ دیا۔

رات تقریباً گیارہ بجے میں اسٹور روم میں کسی کام سے گیا تو وہ دونوں ناول سامنے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اس نیت سے ایک ناول 'پیکٹ کا راز' اٹھایا کہ چلو پڑھ کر دیکھتے ہیں کہ اس میں ایسا کیا ہے جو میرے بہن بھائی اتنے شوق سے پڑھتے ہیں۔ ارادہ دو تین صفحات کا تھا مگر وقت دیکھا تو ۱۲ بج رہے تھے۔ ناول سنبھال کر رکھا اور سو گیا کیونکہ صبح پڑھنے جانا تھا۔ صبح بھی نماز سے فارغ ہو کر جو ناول لے کر بیٹھا تو مکمل کر کے ہی چھوڑا۔ اگلے دن کمرہ نمبر 420 لے کر بیٹھ گیا۔ ناول پڑھتے ہوئے کبھی چونک اٹھتا تو کبھی ہنس پڑتا تو کبھی جسم میں سرد لہر دوڑ جاتی۔ اس کے بعد تو میں دیوانہ ہو گیا۔ ایک بار بڑے بھائی جان نے ناولوں کو حفاظت کی غرض سے گتے کی پیٹی میں بند کر کے رکھا تو میں نے چپکے سے حویلی کا اسرار نامی ناول نکال لیا۔ اس کے بعد کار کی تلاش نکالا اور پڑھنے کے بعد واپس رکھ دیا، پھر نجانے بھائی کو کیسے پتا چل گیا اور ناول والی پیٹی صندوق میں چلی گئی اور صندوق کو تالا لگ گیا۔

ایک دن میری نظر بچوں کا اسلام پر پڑی جس پر ایک کہانی کا نام خوف ناک رات لکھا ہوا تھا۔ وہ میری زندگی کی پہلی کہانی تھی جو میں نے پڑھی تھی۔ اس کے بعد میں اسٹور روم میں گیا اور الماری میں موجود بچوں کا اسلام کے جتنے بھی شمارے تھے سب نکال لیے۔ ان میں، میں نے جنوں کا طوفان، دوسری خالہ، بھائی جان کی تلاش، لوہے کا آدمی، خونی قید، خونی ہاتھ، بلیک میلر، وادیٔ مرجان، چوہے دان، خونی تجربہ، خطرناک دس، نیلاب پل، زخمی بت، جاسوس کہیں کا وغیرہ یہ تمام ناول پڑھے۔ اس کے بعد تو میں جیسے اشتیاق احمد (مرحوم) کے ناولوں کا دیوانہ ہو گیا۔ الف نمبر کا سنا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ اگر میں کچھ لکھوں تو کیا رسالے میں میری تحریر شائع ہو سکتی ہے۔ کوشش کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔ میں نے کاغذ اور قلم سنبھالا اور خط لکھنے لگا۔ خط کو میں نے دو ہفتے پہلے بھیج دیا اور جب شمارہ ۱۰۰۲ آیا تو یقین نہ آیا کہ یہ خط اتنی جلدی شائع ہو سکتا ہے۔ اب تو میرے اندر جوش بھر گیا اور پھر میں کہانی لکھنے میں جت گیا۔ تو یہ تھی میری قاری سے لکھاری بننے کی داستان۔ چلیے مدیر صاحب چپکے سے یہ تحریر شائع کر دیجیے اور ہاں ردی کی ٹوکری کو بھنک بھی نہ لگنے پائے۔ نہیں تو میری یہ مظلوم تحریر اس کا شکار ہو جائے گی۔ (نام نہ پتا)

ج: قاری سے لکھاری بننے کا سفر مبارک ہو، لیکن اب اتنا بھی کیا اخلاص کہ نام تک نہیں لکھا! بھائی آپ بھی اور تمام قارئین نوٹ فرمالیں کہ لفافے میں جتنی بھی تحریریں بھیجیں، ہر تحریر اور خط پر علیحدہ اپنا نام پتا ضرور لکھیں۔ ورنہ "نام نہ پتا" لکھتے ہوئے ہمیں سچ میں بہت افسوس ہوتا ہے۔

۞ ویسے تو سب رسالے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں لیکن الف نمبر تو کچھ خاص نہیں تھا۔ مدیر بھائی! ہمیں ۲۰۱۷ء کے بعد رسالے اکٹھے کرنے کا شوق ہوا لیکن کہیں سے نہیں ملے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ہمیں بتادیجیے کہ کہاں سے ملیں گے تو ہمارے لیے آسانی ہو جائے گی۔ (حافظ چوہدری محمد عثمان۔ جہانیاں)

ج: آپ (03213557807) پر علاوہ اتوار صبح نو سے شام پانچ بجے تک رابطہ کر کے نئے پرانے شمارے منگوا سکتے ہیں۔

۞ سال ۲۰۲۲ء میں شمارہ ۱۰۲۲ نظروں کو سکون بخش رہا ہے۔ نئے انداز میں عنوان دو باتیں لکھا دیکھ کر چونک اٹھے اور ہلکی سی دستک۔ واقعی دو باتوں میں حافظ صاحب نے ہزار باتیں کہہ ڈالیں۔ بہت زبردست ماشاء اللہ! مختصر پر اثر، پر اثر تھے۔ 'کلو خوب صورت' بہت عمدہ رہی۔ بھیڑوں سے بھڑ گیا بہترین کاوش! 'خدائی تحفہ' سب سے اچھی لگی واقعی انسان بڑا ناشکرا ہے۔ وہ دانائے سبل، دو جہاں کی خوب صورت شخصیت کے بارے میں کیا ہی خوب شعری انتخاب۔ آمنے سامنے بھی بھرپور تھا۔ (لائبہ شیما۔ کراچی)

ج: تو کیوں نہ آپ بھی دو باتیں لکھنے کی کوشش کیجیے۔

۞ حافظ صاحب 'دو باتیں' اشتیاق احمد رحمہ اللہ کے رنگ میں لکھنے میں ۹۹ فیصد کامیاب رہے۔ ارے مگر یہ کیا! دستک کو اتنی سی جگہ پر دیکھ کر نہایت دکھ ہوا۔ مختصر پر اثر ہمیشہ کی طرح پر اثر تھے۔ بھڑوں سے بھڑ گیا اور جیا کا ترانہ پڑھ کر بڑا ترس آیا۔ 'کلو خوب صورت' نہایت شاندار کہانی تھی۔ گھر میں سب کو پڑھوائی۔ آمنے سامنے آج کل دل جیت رہا ہے۔ (لائقہ شیما انور)

ج: 'کلو خوبصورت' بہت پسند کی گئی۔ اگلے شمارے میں کاوش بھائی کی ایک اور نہایت پر اثر کہانی ملاحظہ کیجیے گا۔

۞ آپ نے مجھے مضمون لکھنے کو کہا۔ میں نے نمونے کے طور پر دو مضامین آپ کے پاس بھیج دیے۔ ایک کہانی بھی ساتھ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شمارہ 1018 میں بارھواں خط چھپنے سے پہلے تک یہ کہانی بالکل تیار تھی اور غالباً یہ آپ کی طرف آٹھویں کہانی ہے۔ 'چچا خیر خواہ' والے سلسلے کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ یہ ایک مستقل سلسلہ ہے لیکن مجھے تو یہ مستقل سلسلہ نظر نہیں آ رہا۔ یہ سلسلہ مجھ جیسے لوگوں کے لیے بھی بہت مفید تھا۔ براہ کرم اس سلسلے کو دوبارہ جاری فرمائیں۔ سالنامے کا تبصرہ سب نے کیا مگر میں نے نہیں کیا۔ چند ایک کہانیوں کا تبصرہ میں بھی کیے دیتا ہوں۔ 1......'اپنا آسمان' سائنسی کہانی تھی مگر سمجھ میں آنے والی تھی اور بہت خوب تھی۔ 2...... ماہنامہ شبنم بھی ایک ہنستی مسکراتی کہانی تھی۔ 3...... پورے رسالے میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ (محمد طلحہ)

ج: بھائی! جب قارئین اپنی الجھنیں لکھ کر بھیجیں گے، تبھی تو خالو خیر خواہ ان الجھنوں کو سلجھائیں گے۔ اس کے بعد کوئی سوال آئے ہی نہیں، البتہ پچھلے ہی ہفتے بچوں کا اسلام کے فیس بک پیج پر کچھ بچوں نے ہمیں اپنی کچھ الجھنیں بتائیں، انھیں جو جواب بتائے، وہ افادۂ عام کے لیے بچوں کا اسلام میں بھی عنقریب شائع کر رہے ہیں۔

۞ میں 'بچوں کا اسلام' رسالے کی دو سال کی قاریہ ہوں۔ ان دو سال میں، میں نے بہت سے خط لکھے لیکن کسی نے بھی میرے خط پوسٹ نہیں کروائے اس وقت بھی اپنی والدہ محترمہ سے لڑ رہی تھی کہ آپی کے خط پوسٹ کرواتے ہیں لیکن میرے نہیں۔ اللہ میرے اس خط کو ردی کی ٹوکری سے محفوظ فرمائے۔ آمین! (ارفع اجمل)

۞ خدا کی اس زمین پر کئی لوگ ہیں جو نیکیاں کرتے ہیں اور بلاشبہ وہ اپنے نیک اعمال کی بدولت قیامت کے دن خوش ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ آپ بھی ایسے نیک لوگوں میں شامل ہوں۔ ہم ضلع اٹک کے ایک چھوٹے سے علاقے میں رہتے ہیں۔ ۷ سال ہوئے میرے والد صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اب ہم اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ نہایت غربت میں گزارا کر رہے ہیں۔ اپنی ایک سہیلی سے بچوں کا اسلام لے کر آپ کا پتا نوٹ کیا۔ نہ ہمارے گھر فون ہے اور نہ ہی کوئی اور رابطے کی سہولت۔ آپ ہم یتیم بچیوں کی ایک درخواست قبول کر لیں، وہ یہ کہ 'بچوں کا اسلام' ہمیں مفت ارسال کر دیا جائے۔ ہماری شدید خواہش ہے ہم نہایت شوق رکھتی ہیں مطالعے کا۔ پتا لکھ رہی ہوں۔ (بنت سرفراز)

ج: اللہ رب العزت آپ سب کی تمام مشکلیں آسان فرمائے، آمین! ہم بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام دونوں کے الف نمبر آپ کو بھیج رہے ہیں۔

پاکستان کے 75ویں جشن آزادی پر آپ کے لیے خصوصی تحفہ

جشنِ آزادی کتاب میلہ

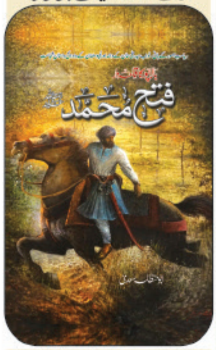
✓ اسکول، مکاتب اور مدارس کے نصاب کے لیے بہترین کتابیں

ابوحنظلہ سعدی کی مسلم فاتحین سیریز، 12 نئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔

مستند کتب سے کشید کی ہوئی بہترین تاریخی کتابیں... قدیم نقشہ جات اور نایاب تصاویر سے مزین معروف مصنف ابوحنظلہ سعدی کے قلم سے

✓ بچوں اور نوجوانوں کو اپنے روشن اور تابناک ماضی سے روشناس کروانے کی ایک کوشش

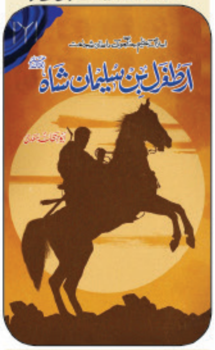
بالاپور کا قلعہ دار فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 144 قیمت: 600



باربروسہ رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 320 قیمت: 900



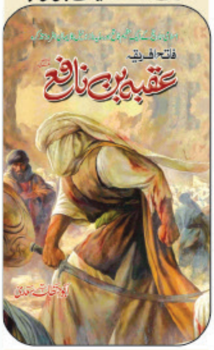
ارطغرل بن سلیمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 328 قیمت: 950



فاتح سسلی قاضی اسد بن فرات رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 120 قیمت: 500



فاتح افریقہ عقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 184 قیمت: 700



عبدالرحمٰن الداخل رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 248 قیمت: 800



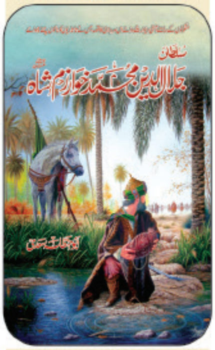
سلطان بیبرس رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 228 قیمت: 800



سلطان الپ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 188 قیمت: 750



سلطان جلال الدین خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 296 قیمت: 900



میافارقین کا جانباز الملک الکامل محمد الثانی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 120 قیمت: 500



سلطان ملک شاہ سلجوقی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 284 قیمت: 900



نواب حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: 488 قیمت: 1250



12 نئی کتابوں کے علاوہ **مُسلم فاتحین سیریز** کی یہ 6 کتب بھی دستیاب ہیں۔	سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (تین حصے) صفحات: 660 قیمت: 1800	فاتح اسپین طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ صفحات: 240 / قیمت: 800 روپے	محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ صفحات 212 قیمت: 800
	فاتح چین قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ صفحات: 192 قیمت: 700	سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ صفحات: 236 قیمت: 600	سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ صفحات: 204 قیمت: 800

جشن آزادی رعایتی پیکیجز

نئی 12 کتابیں قیمت مکمل سیٹ: 9550/- جشن آزادی رعایتی پیکیج: 5750/-

18 کتب مکمل سیٹ قیمت: 15050/- جشن آزادی رعایتی پیکیج: 8950/-

نوٹ: آپ کم از کم دو کتابیں بھی منگوا سکتے ہیں، تین یا تین سے زائد کتابیں منگوانے پر ہوم ڈیلیوری فری

خصوصی پیکیج 50% ڈسکاؤنٹ

عزیزوں، دوستوں کو ہدیہ دینے اور فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کے خواہش مند احباب کے لیے کتابیں آدھی قیمت پر، اس پیکیج کے لیے کم از کم 3 سیٹ منگوانا ضروری ہیں۔

کتابیں گھر بیٹھے منگوانے کا طریقہ

اپنی مطلوبہ کتب کے نام اور اپنا مکمل نام و پتہ اور رابطہ نمبر دیے گئے نمبر پر بذریعہ میسج یا واٹس ایپ سینڈ کر دیں کتابیں آپ کو بھجوا دی جائیں گی۔ آپ پوسٹ مین کو روپے دے کر کتابیں وصول کر لیجیے گا

ضروری نوٹ: اس نمبر پہ کال کرنے کے بجائے صرف واٹس ایپ یا میسج کے ذریعے رابطہ کیجیے، شکر گزار ہوں گے۔

0335-1620824